سالانہ ... معہ محصول پیشگی تین روپیہ ... بلا پیشگی ... روپیہ بارہ آنے

جلد ۶ ... بمقام ... دوشنبہ ۲۳ جمادی الآخر ۱۳۱۹ھ مطابق ۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء نمبر ۳۸

مقدمہ متہم مجسٹریٹ

خاصا ماتھ مار لگی

ڈچ جی گر جوشی کچھ ہنسی کھیل نہیں ہے۔ وہ کمبخت جب
گرفتہ ہوئے ہیں تو جان سے ہی ہاتھ دھو لیتے ہیں پہلے
دونوں جو دو شکست معلوم ہوتے تھے اور ان کی نسبت یہ معلوم
ہوا کہ وہ در حقیقت شکست نہیں ہوئے تھے وہ دیکھنا
چاہتے تھے کہ گورنمنٹ برطانیہ اب بھی جو ان کی ہو یا نہیں لیکن
جب انہوں نے اسکی توجہ نہیں دیکھی تو باقاعدہ ڈچ ہی نے
بڑی بوچھ لیا کہ ہم ... جیسے ہمارے ساتھی قوی خوش
... ایسے ہی ہم بھی قربان ہو جائیں۔ چنانچہ ...
کر بانفا ... ہر گھڑی ... جس ... وہ ... ہیں
... ہیں کہ گذشتہ ... نہیں ... ایک ... کی

یہ دھمکی بھی اچھی رہی

لارڈ کچنر بہادر نے جو ایک دھمکی نامہ شایع کیا تھا اور کہا تھا
تو ہمارا ڈچ پر کچھ بھی نہ پڑا۔ اسلئے لارڈ موصوف کو اور دھمکی
تصنیف کرنی پڑی۔ بقول الناس امانت خان ... قسمیں تو ساری
ہو چکیں اب ... یہ ... کے ... کی شیطان کی
قسم۔ ایسی ہی دھمکیاں ہی سب ہو چکیں۔ لارڈ کچنر بہادر نے
اپنی ذاتی جودت سے ایسی دھمکیاں تجویز کیں کہ اگر کوئی اور
قوم مقابل میں ہوتی تو صرف سنتے ہی سہم جاتی اور ہتھیار ڈالدیتی
لیکن ... کی قوم ایسی ... ہے کہ اسنے سمجھا ... کان سنا اور اس
کان اڑا دیا۔ مزید برآں یہ کہ ایک قہقہہ بھی اڑا دیا
لارڈ کچنر بہادر اسی فکر میں تھے کہ اب کونسی دھمکی ہو جائے
گو کہ بظاہر کچھ معلوم نہیں ہوتی تھی مگر آخر تو وہ بہادر
ہیں اور ... لاتے ہیں۔ ... ان کی ... کے ...

اور دھمکی سچ نکلی

کرجن ڈچوں کی جائیداد پر پڑ رہا ہیں ہے۔ اور وہ ہمارا مقابلہ
کر رہے ہیں۔ یا تو وہ میدان جنگ چھوڑ کر یہاں چلے آئیں
نہیں تو انکی سب جائیداد فروخت کر دیجائیگی۔ خدا
کرے وہ کمبخت اس دھمکی کو مان لیں۔ ہمیں تو ہنوز
یقین ہے کہ وہ ایسی دھمکی کے سننے کا بھی خیال نہ کرینگے
کیونکہ جب انہوں نے مارشل لا کی دھمکی کو کچھ نہ سمجھا
تو اسکو کیا سمجھیں گے۔ خانہ بدوشی تو انہوں نے
ہمیشہ کے لئے اختیار کر لی۔ پھر وہ جائیداد کا کیوں
خیال کریں۔ غرض ... کرجن ... نگر ... کچنر
ان کو ... حاضر ہی ... مگر افسوس ہے
کہ جنگی آدمی ... نہیں سنتا۔ اگر وہ ... پھر
کر پورا اختیار ... اس ... سے ...

رستہ کیوں بتایا

دیناپور کی چھاؤنی کے مجسٹریٹ بہادر بھی بڑے ہی انصاف پرست معلوم ہوتے ہیں۔ انھوں نے حال میں دو دیسی لڑکوں کو ایسے جرم کا مجرم سمجھ کے سزا دے ڈالی کہ جو سُنے دانتوں میں انگلی دبالے۔ بتائی جرم یہ تھی کہ چھاؤنی میں سے دو گورہ بہادر بازار کی سیر گشت کو نکلے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو لگی تو پھریری آ گئی۔ اور بجائے زمینی سیر کے آسمانی سیر کی سوجھی۔ آسمان کی سیر سوائے لال پری (شراب) کے کون کرا سکتا ہے۔ اسلئے انکو اسی کی تلاش ہوئی وہ یا تو تازہ ولایت تھے یا نو وارد۔ اسلئے انہیں دوکان کا پتہ معلوم نہ تھا۔ ہندوؤں کے دو لڑکے اوسی سڑک پر چل رہے تھے صاحب بہادروں نے ولایتی لہجہ میں انکو مخاطب کیا۔ لڑکوں نے جو نکہ نو رہی دل میں کہا ہوگا کہ بہتیر کوئی کیا کرے۔ کیونکہ ایک تو یہ صاحب بہادر تھے۔ دوسرے فوجی ممبر وہ لڑکے محض دال کے کھانیوالے انہوں نے فوراً ہاتھ جوڑکے پوچھا کہ صاحب آپ کیا فرماتے ہیں صاحب بہادر نے کہا کہ دل بھر شراب کی دوکان بتاؤ۔ وہ اس بھید سے واقف نہ تھے کہ چھاؤنی کے مجسٹریٹ صاحب فوجی گوروں کیلئے شراب مضر سمجھتے ہیں اور اگر کسی اعلان کے ذریعہ سے انکو معلوم بھی ہو جاتا۔ تب بھی فوجی گوروں کی ڈانٹ سے اونکے حواس باختہ ہو جاتے۔ اور اونکو بتانا ہی پڑتا۔ کیونکہ منجلہ بہادر گوروں کی لات مکوں کی واردات سے بالعموم دیسی ڈر گئے ہیں اور وہ یہی سمجھتے ہیں کہ لات انکی ہر بات پر اسلئے اگر کسی گورہ سے کسی دیسی کی مُٹبھیڑ ہو جاتی ہے تو وہ فوراً ہی اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہے کہ ایسا نہو باتوں ہی باتوں میں صاحب کے تیور بگڑ جائیں غرضیکہ ان لڑکوں نے دکان کا رستہ بتا دیا اسکی

ترکی اور انگریز

پچھلے ہفتہ جو کویت کے بارہ میں خبر آئی تھی کہ ترکی کے دو جہاز اور انگریزوں کے کئی جہاز وہاں پہنچ گئے ہیں۔ اور ہر گروہ دوسرے گروہ کے عمل کا ناظر ہے۔ اسکی تردید ریوٹر صاحب نے کر ڈالی۔ وہ فرماتے ہیں کہ صرف کویت کی نگرانی مقصود ہے تاکہ وہ خانہ جنگیوں سے برباد نہ ہو جائے۔ بات کی تہ کو پہنچنے والے مگر اس تردید سے حیران ہیں کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ یہ مانا کہ برٹش گورنمنٹ نے نیک نیتی سے وہاں جنگی جہاز بھیجے ہیں۔ لیکن اسمیں یہ الجھن پیدا ہوتی ہے کہ گورنمنٹ کو اپنی نیک نیتی کا رخ اس طرف پھیرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ترکی گورنمنٹ کا اوس علاقہ سے خاص تعلق ہے وہ اپنے آپ وہاں کے فساد کو رفع کر دیتی۔ ہاں نہ ہاں میں تیرا جہان والی حالت میں میزبان اپنے دل میں یہی سمجھتا ہے کہ یہ طاقت جہان نداشت خانہ مہمان گذاشت پر عمل کرانا چاہتا ہے۔ ہمیں تو شک نہیں کہ انگریزی فوج (جو سراسر خیر خواہی اور محبت کی پُتلی ہے) کے وہاں پہنچ جانیسے وہ فساد تو رک جائیگا لیکن اور بڑے فساد کا اندیشہ لگ گیا اور ایسی حالت میں کیوں نہ قوی اندیشہ ہو کہ جب وہاں کی کمک کا گورنمنٹ کو ہر وقت فکر لگا ہوا ہے بمبئی میں عام طور پر یہ خبر مشہور ہے کہ جنگی جہاز تیار ہو رہے ہیں۔ تین جہاز تو اسطرف روانہ ہو چکے ہیں۔ چھ اور چلنے والے ہیں چند عدد پہلے کے پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ نگرانی ہے یا نزول کی تیاری ہے۔ اگر ترکی گورنمنٹ بھی ایسی ہی نیک نیتی کیساتھ نگرانی پر زور دیتی رہی۔ تو بس کویت کا تو ویسے ہی خاتمہ ہو جائیگا اور اسکی چاروں طرف فوج ہی فوج نظر آئیگی یا اندیشہ کہ ایسے مفت ہی میں مر جائینگی۔

سرحدی زور خود ٹوٹ گیا

سرحدی وحشیوں میں سُنی بھی ہیں اور شیعہ بھی انگریزی فوجوں کے مقابلے دونوں فرقے ہمیشہ مل جل کے کرتے رہے اور انمیں کبھی خانہ جنگی بھی نہیں ہوئی۔ یہی وجہ تھی کہ سرحدی وحشیوں کا جتھا زبردست تھا۔ مگر اب خدا جانے انپر کیا پھٹکار پڑگئی کہ وہ آپس ہی میں گتھم گتھا ہو بیٹھے۔ چنانچہ علاقہ تیراہ کی خبریں اس کے متعلق کئی ہفتوں سے آرہی ہیں کہ قوم اورکزئی کے سُنی و شیعہ فرقوں میں مخالفت ہو گئی۔ خانگی امور میں کوئی معاملہ ایسا درپیش ہو گیا کہ جس میں اختلاف ہو گیا۔ اس قوم کا اختلاف ہندوستانیوں کا سا تو ہوتا نہیں کہ چھپا پھر جھگڑتے رہیں گے۔ وہاں تو بس یہی ہے کہ ادھر اختلاف ادھر صفائی ہوئی۔ اور وہ صفائی یوں ہی ہوتی ہے کہ یا تم نہیں یا ہم نہیں۔ چنانچہ ایک جنگ تو اُن فرقوں میں اوسیوقت ہو چکی کہ جب اختلاف پیدا ہوا تھا پھر جب دونوں نے اپنی شکستہ حالت درست کرلی تو ۲۰ ستمبر کو دوسرا میدان بند ھ گیا۔ اس مقابلہ میں دو طرفہ نقصان صرف ۲۵ عدد کا ہو باجوڑ کے علاقہ سے بھی ایسی ہی خیالات خبریں آئی ہیں۔ وہاں اسکے بھی بڑھکر میدان بندھا۔ وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ وہ غالباً بالکل آپس میں تھی یعنی سُنی شیعہ کا جھگڑا نہیں تھا۔ سردار صفدر خان قلعہ کو نگاہ کی تاک میں لگا ہوا تھا۔ آخر موقعہ پا کر اسنے دھاوا کر دیا اور فتح بھی کر لیا۔ اسکے مخالف سردار کا نام سرگند خان ہے۔ جو بیچارہ معہ اپنے لڑکے کے سخت زخمی ہوا اور ۱۰ آدمی جان بحق ہوئے۔ اگر چند روز ہی یہی حالت رہی تو بس سرحدی فرقوں کا تو یونہی خاتمہ ہو جائیگا۔ گورنمنٹ کو انکی سرکوبی کی ہر سال ضرورت پڑتی تھی یہ سستے چھٹ جائینگے

موقوف ہو ہی گئے

مسٹر پٹیل بہادر بڑے زوروں میں ہندوستان سے روانہ ہو گئے تھے۔ انہوں نے سمجھا تھا کہ وہاں جا کے فریاد کی داد ملیگی۔ اور وہاں سے بحال ہو کے وائسرائے کے مقابلہ میں ڈنڈ ناونگا۔ مگر وہ یہ نہ سمجھے کہ وائسرائے کی بات بھی آخر کوئی بات ہے۔ وزیر ہند نے جب مقدمہ کی جانچ پڑتال کی تو وائسرائے بہادر نے ایسے زور شور کی رپورٹ بھیجی کہ وزیر ہند کو وائسرائے بہادر ہی کی خواہش پوری کر دینی پڑی۔ جو رپورٹ کہ وہاں بھیجی گئی تھی اوس میں یہاں کے کل اعلیٰ افسروں کے دستخط تھے۔ اور سب نے ملکر اسبات پر زور دیا تھا کہ مسٹر پٹیل اب ہرگز ہرگز ہندوستان نہ بھیجے جائیں۔ پہلے تو یہ خیال تھا کہ ان کے گذارہ کیلئے چار سو روپیہ مقرر کر دئے جائیں۔ مگر اب یہ خیال ہے کہ کچھ بھی نہ دیا جائے۔ ان کے پچھلے کرتوت بڑے بیڈھب اور شرمناک ہیں۔ یہ ہمیشہ کے لڑاکو ہیں۔ غرض زور دینے میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ وزیر ہند نے اُن الزاموں کا تو کچھ بھی خیال نہیں کیا۔ جو یہاں سے لگا کے بھیجے گئے تھے مگر ان پر خود انہوں نے یہ الزام لگایا کہ تم وہاں سے بغیر گورنمنٹ کی اجازت کے چلے کیوں آئے۔ بس اسی بات پر موقوف۔

اللہ اللہ - بوڑھے قیدی بھی اپنے آپکو مرد سمجھتے ہیں۔ ترچناپلی کے کنوئیں میں جو بارش کا پانی سڑ کر خراب ہو گیا تو ڈاکٹروں نے پانی صاف کرنے کیلئے لہر دوا ڈالی۔ بڑھوں نے جا سکا رنگ لال دیکھا اور بھاگ کر غل مچا دیا کہ ہمکو نامرد بنانے کی یہ ترکیب سوچی ہے کیا خوب اگر یہ تو فوراً مردم تھی۔ نکالے۔ مرد ہو تو زمر آباد میں بیٹھے یہاں کیا کام تھا

اللہ ری فریب

فوج یوں لڑنے کو تڑپ رہے ہیں۔ مگر درحقیقت لڑ نہیں رہے۔ بلقیسیوں کو رو رہے ہیں۔ اب تو انہوں نے یہ ٹھہرائی ہے کہ مردانگی سے پیچھے پڑنے۔ دشمنی سے۔ دوستی سے۔ دہوکے سے۔ فریب سے۔ غرض جس طرح ہو سکے انگریزی افسروں کو جُن جُن کے اوڑاؤ۔ مثل مشہور ہے سو فقیر نہ کھلائے ایک تجربہ دار کو کھلا دیا۔ ایسے ہی انہوں نے سمجھ لیا کہ سو سپاہی نہ مارے۔ ایک افسر کو اوڑا دیا۔ کوشش تھوڑی کام بڑا۔ اور سو باتوں کی ایک یہ بات کہ نام بڑا یہی وجہ ہے کہ تین چار ہفتہ کے اندر ہی ہمارے کئی افسر کام آگئے۔ خیر لڑائی میں باقاعدہ کام آئے۔ اون کی نسبت تو ہم ڈھون کر نامعقول نہیں کہتے۔ یہ تو اپنا اپنا داو ہے۔ جس کی گول پہلے پڑ گئی۔ مگر لفٹنٹ میرز پر جو انہوں نے چھاپا مارا۔ اون کی نسبت ہم ضرور یہ خود فانہ اور بیہودہ کہیں گے۔ کمبختوں نے ترکیب یہ کی کہ صرف دو فوج سفید جھنڈی لیکر اون کی طرف چلے۔ یہ سمجھے۔ یہ سمجھے کہ دو عدد تو ہیں ہی اونسے کیا ڈرنا کسی گروہ کی اتباع کی درخواست لیکر آئے ہونگے لفٹنٹ بہادر نے بے روک ٹوک آنے دیا تھوڑی دیر تو وہ کچھ باتیں کرتے رہے۔ جناب بہادر جو کسی طرح غافل [illegible] کی توجہ پھیر کر طمنچہ سے اوڑا دیا

جنٹلمین ہو تو ایسا ہو کہ جیسے سید علی بلگرامی بہادر ہوئے۔ ہندوستان ہی میں انکی بنیاد پڑی اور یہیں رہ کے دانہ پانی کی پرورش پائی۔ یہیں پڑھے لکھے یہیں بڑھے۔ یہیں کی ہوا کی موافقت سے حضور نظام کی ریاست میں اعلیٰ عہدے نصیب ہوئے۔ مگر اب جتنی عمر باقی ہے انگریز ہو کر لندن ہی جا کر دم لینگے اور ہندوستان کو طلاق دیکر چل دئے۔ یہ کہتے کہ ان کی نیک کمائی ہندوستان میں [illegible]

پھر کلبلائے

چندو کے مارے ہوئے چینیوں میں بھی ذرا انسان کی ہوا چندو کی نے کے ذریعہ سے شاید کچھ سرایت کر گئی تھی کہ ہاتھ پاؤں کی کمانیاں پھر ڈھیلی ہو گئیں۔ بڑی مشکل سے تو بیچارے چینی دربار کا بیچارہ جھنڈا ہے۔ کمبخت مفسد پھر آگ بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ معلوم نہیں ان کمبختوں کو معصوم بادشاہوں سے کیوں بیر ہو گیا ہے وہ تو اونکو خدا کے بیٹے کی جنت کا رستہ دکھاتے ہیں اور یہ اونکو زندہ درگور نہیں بلکہ زندہ در آتش کر کے ہیں دوزخ کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ تازہ واقعہ ہے کہ چند چینیوں نے ہانگ کانگ کے جرمن مشن سٹیشن میں آگ لگا دی۔ مشنری بڑی مشکل سے جان بچا کے بھاگے۔ چند عہدہ دار سوائے آگ بجھانے کے اور کیا کر سکتے تھے بس آگ لگا کے الگ ہو گئے۔ جرمنی افسر کو یہ خبر ہوئی تو اسکی آتش غضب کا شعلہ بھڑکا اور شاہزادہ اس سپاہی لیکر چل پڑا۔ اور کئی فسادیوں کی ٹھکرادی شرارت کی بھوگ دی۔ زدوں میں نے تو اپنے ٹکڑوں گرفتار کرنے اور کئی پکڑے بھی۔ غرض باشندوں کے دیراجی طرح سکھ دیا۔ اب دیکھئے اس اشتہار کا الزام چینی دربار کے سر رکھ کے کیا آفت نازل کی جاتی ہے۔

تحفہ مجیدیہ شائع ہونے کی خبر ہو گئے۔ ایسکی پہلے تو اگرچہ خاص ایسے تقاضوں کی کمی نہ تھی۔ ادباب اسکے مشتاق تھے ایسی بھی سادہ کہ گویا اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ وحشمتہ کی [illegible] ان کی وفات معلوم کیسے کہ علاقہ میں [illegible] اگر یہ [illegible]

گھوڑے ہی نہ ہے

اب تو ڈچون مین روز بروز بڑی قوت زیادہ
ہوتی جاتی ہے۔ خدا جانے کہان سے کمبختون کے ہاتھ
مال مسالا لگ گیا کہ وہ اب ہر طرح چاق چوبند ہو گئے
پہلے تو وے پاؤن کی بلی کیطرح حملہ کرتے تھے اور مین جو
انسے چڑھ گیا اسپر دو چار منہ مارے اور اگر کچھ ہو گو
لیکن اب تو انکو اپنی قوت پر کچھ ایسا گھمنڈ ہو گیا کہ
بڑے دہڑلے کیساتھ حملے کرنے لگے۔ گو کہ اونکو کسی
مین کامیابی نصیب نہیں ہوتی مگر ہماری بہادر فوج
کو ناحق پاؤن مزید ہلانے پڑ جاتے ہین اور اس سے
سے تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے۔ خدا نخواستہ اس کے
لئے اور تو کچھ بات نہیں ہوتی لیکن اتنا ہی ہوتا ہے
کہ وہ تہذیب فوج چڑیون کیطرح ہمارے منہ چڑھ جاتے
اور ہماری بہادر فوج نے ہوش ہوش اور دوڑ دوڑ تک
کرکے بھگا دیا۔ اسی ہفتہ کا ذکر ہے کہ ان کھالون
نے سر اکتوبر کو کیکیویچ کے کیمپ پر حملہ کر دیا جو سپاہ والے
کی فوجین بھی بہادر کیکیویچ کے زیر کمپ تھین جب
دشمن ڈچون نے ان پر حملہ کیا۔ تو انہون نے بھی جان
توڑ کر داد شجاعت دی۔ اور اس سرگرمی کیساتھ
مضمون فشانی کی کہ وہ تھوڑی ہی دیر مین چراغ پا
ہو گئے۔ ہماری بہادر فوج بھی ایسی گرما گئی تھی کہ جب
فوج بھاگے تو یہ بھی اون کے پیچھے بھاگی۔ اور بھاگی
بھی سرپٹ۔ مگر وہ کمبخت بوڑھا ہو رہے تھے اس لئے
نہ کسیکو پکڑ سکی نہ مار سکی۔ اگر یہ اون کے پیچھے لگی
ہی چلی جاتی تب تو دس بیس کو نگلے دھر ہی لیتی۔
مگر افسوس کہ اسکو خود ہی گھوڑ دوڑ کرنی پڑ گئی تھی
آخر وہ کہان تک جاتی۔ اسلئے یہ جلد لوٹ آئی اور
اپنے مقام پر آکے دونون فوجین علیحدہ علیحدہ ہو گئین
نامعقول ڈچ کی بدمعاشی دیکھئے کہ جب ہماری فوجین
(دیکھ کر آیا تو ڈچ بالکل غارت ہو گئے) واپس ہو گئین تو

پیچھے لگ گئے

اور وے پاؤن گھوڑا دبائے چلے آئے جب ہماری
دونون فوجین علیحدہ ہوئین۔ تو انہون نے ایک
فوج پر حملہ کر دیا۔ اور کمبختون نے بہت ہی سخت حملہ کیا
ہماری بہادر فوج جسکا چونکہ سانس پھول چکا تھا اور
تھی بھی تھوڑی اسلئے ذرا تامل کیساتھ انکو
بھگایا۔ لیکن بھگا ضرور دیا۔ لوٹ لئے نہ بچے کہ اگر یہ
فوج تو خود ہی تھوڑی تھی اوسنے کیا بھگایا ہوگا
بھگا تو ایسا دیا کہ بارہ پتھر باہر کر دیا مگر ہان
۲۴ پتھر باہر نکر سکی۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ اس
حملہ مین اون دشمنون نے ایسے تاک تاک کر مارے
تھے کہ خدا کی پناہ۔ اگر ہماری بہادر فوج چلت پھرت
مین چھلاوا اور اُچھل کود مین کاغذ کے پٹھے بانس
سے بڑھ کر نہ ہوتی تو سینے چھلنی ہو جاتے۔ اسنے
ایسی پھرتی سے کام لیا۔ کہ ادھر سن سے گولی
نکلی۔ اور ادھر یہ ہرن چوکڑی کہیں آڑی ہو گئی
کبھی ترچھی کبھی گھوڑے پیٹ ادھر۔ غرض
کسی نہ کسی طرح گولی سے اپنے آپکو بچا لیا۔ مگر
گھوڑ بیچارہ کیونکر بچ سکتی تھی۔ کیونکہ وہ عالم
بالا بہر صورت نے اوڑا رہے تھے۔ گولی خالی
کیسے جا سکتی تھی۔ سوار اگر اپنے کرتب سے بچ گئے
تو بقول شخصے اصطبل کی بلا بندر کے سر گھوڑا
قلابازی کھا گیا۔ غرض جو گولی آئی وہ ہمارے
بہادر سوارون نے آڑے ترچھے بچکے گھوڑے
ہی کے سر ڈالی۔ اسوجہ سے گھوڑے بہت ضائع ہوئے
یہی وجہ تھی کہ ہمارے بہادر سپاہی جو تعاقب
نہ کر سکے۔ صرف بھگا دینے پر ہی صبر کرکے بیٹھ رہے
اس حملہ مین بھی کمبخت فوج خالی ہاتھ نہیں گئے دس
عدد لنگ اوڑا لیگئے۔ خیر وہ جانے کہان
مین۔ اگلے ہفتہ مین دیکھا جائیگا۔

پہلے سے غل مچایا

کیکیویچ کے کیمپ پر نابکار ڈچون نے شبخون مارا
اور نقصان تو علیحدہ رہا۔ زیادہ افسوس اسکا ہے
کہ کیکیویچ سخت زخمی ہو گیا مگر ایسا نہیں کہ چل ہی بسے
بلکہ اب تو اوٹھ بیٹھنے کے آثار پیدا ہو گئے ہین ڈچون
کے اس بیہنگے حملے نے ہماری فوجین کھلبلی سی
ڈال دی تھی کیونکہ وہ بجلی کی طرح آ پڑے تھے گو وہ
ایک ہی گمان ڈالنے چلے تھے کہ ہماری بہادر
فوج بھی تڑپ کر چُست و چالاک بنگئی۔ اور بڑی بہادری
کیساتھ اونکا مقابلہ کیا۔ ڈربی شائر رجمنٹ کی
بڑی تعریف کیجاتی ہے اسنے بڑی مستعدی سے اس
بلا کو روکا۔ اس جنگ مین رائل آرٹیلری کے کپتان
لیرفو۔ اور ڈربی شائر رجمنٹ کے لفٹنٹ ملس تو چل
ہی بسے اور ڈربی شائر رجمنٹ کے کپتان کیلا اور
کپتان اینیلا اور لفٹنٹ ہوبسن چل بسنے کیلئے تیار
ہو کر بچ گئے۔ یعنے صرف مجروح ہوئے۔ باقی نقصان جو سپاہیون
اور سارجنٹ رجمنٹ کا ہوا وہ قابل فکر نہین خواہ
مخواہ کیون کاغذ کالا کرین۔ ایسے معمولی سے نقصان
تو ہوتے ہی رہتے ہین جس سے ہماری بہادر فوج کا کچھ
بھی نہین بگڑتا۔ اور نہ ہماری گورنمنٹ کو کچھ پریشانی
ہوتی ہے۔ اس جنگ مین جو ہمکو نقصان اوٹھانا
پڑ گیا۔ اوسکی خاص وجہ لارڈ کچنر بہادر یہ فرماتے ہین
کہ یومنری کے ہرولون نے کام بگڑوا دیا۔ کیمپ کی
نگہداشت اور سید باش کی ہانک انہی کے ذمہ
تھی۔ وہ بیچارے مانس خدا جانے کسی فکر مین غلطان
پیچان تھے یہ سمجھے تھے کہ ڈچ تو ہماری فوجون
نے بالکل نیست و نابود کر دیا۔ اسوجہ سے انہون نے
لمبی تان تان کر خراٹے اوڑانے شروع کر دئے۔ غرض کچھ
ہی سبب ہوا اون کی غفلت اور ایسی غفلت کے ڈچون
نے چپکے ہی جا کر عمدہ عمدہ مورچون پر قبضہ ہی کر لیا

اب کہو کیا کہتے ہو

یہ تو ہمارے ناظرین کو معلوم ہی ہے کہ ایک عرصہ سے ہماری فوجوں نے محسود وزیریوں کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اور بڑی سختی کے ساتھ اونکا گلا گھونٹ رکھا ہے۔ اونکا باہر آنا جانا۔ باہر سے کھانے پینے کا سامان پہونچنا بالکل بند کر رکھا ہے۔ اگر چوری چھپے کوئی وحشی فوجی احاطے سے نکل آتا ہے اور وہ سامان چرم خورد مرم بازار سے خرید کے لیجانا چاہتا ہے تو پکڑے جانے کی حالت میں اوس سے وہ سب سامان چھین لیا جاتا ہے۔ اور اسی پر اکتفا نہیں کیجاتی بلکہ جس دوکان سے وہ خریدتا ہو اوسکی دوکان بھی لوٹ لیجاتی ہے یا سر تخت جرمانہ ہوتا ہے۔ یہ سختی اسلئے ہے کہ سرحدی وحشیوں کو کسیطرح چارہ نہ پہنچ سکے جب وہ بھوکوں مرنے لگیں گے تو آپ سیدھے ہو جائیں گے اور پیٹ بجاتے بجاتے جرمانہ کی رقم آسانی سے اُگل دینگے لیکن وہ ظالم ایسے سخت جان ہیں کہ ایسی سختیوں سے بھی اونکی چولیں ڈھیلی نہیں ہوتیں بلکہ کان پر جوں تک نہ رینگی۔ محاصرہ چھ ماہ کے لیے قایم کیا گیا تھا وہ چھ مہینے تو اوپر ہی اوپر اور گذر گئے اسلئے گورنمنٹ نے چھ مہینہ کی مدت اور بڑھا دی ہے بلکہ پہلی تختہ پر حاشیہ بھی چڑھا دیا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے تو فوج خاموشی کیساتھ پڑی رہتی تھی لیکن اب اوسکو حکم دیدیا گیا ہے کہ گاہے گاہے ہاتھ بھی صاف کرتی رہے۔ باقاعدہ نہیں۔ بلکہ بیقاعدہ۔ یعنے جیسے کہ وہ وحشی چوری چھپے ہماری فوج پر ہاتھ مارا کرتے تھے ایسے ہی یہ بھی چھاپے مارا کریگی۔ اب تک تو وہ پہاڑی شیر بنے گھر میں کیطرح بیٹھے اپنے مورچال کی تاک لگائے رہے مگر اب سردی کی دم سی لپٹ اترین گی پھر اونکی خبر لیجائیگی۔

کیا باوا کا مال تھا

ہماری بہادر فوجوں نے جو ذرا آنکھوں میں نرمی کر دی تو وحشی پٹھان یہ سمجھے کہ انگریزی فوج ہمکو مارتے مارتے تھک گئی۔ اب اسکی خبر لینی چاہئے۔ چنانچہ اونہوں نے یورش کرنی شروع کر دی۔ اور اس سرگرمی کیساتھ کہ آج اس کیمپ پر آ پڑے تو کل اوس پر جا پڑے اور کسی دن تو وہ دو دو گھات ڈال دیتے ہیں۔ کچھ دن تو وہ یون ہی اوپری گھات ڈالتے رہے یعنے بس یہی کیا کہ مارا سوٹا۔ یا پیٹ گئے۔ اور بھاگ گئے۔ اگر کبھی ایسا ہی موقع بن گیا۔ اور ہمارے کچھ بہادر اون کے پیچھے چڑھ گئے تو اونکو اوڑا لیگئے ورنہ بیک بینی و دو گوش جان بچا کے اپنے اپنے گھونسلوں میں جا دبکے۔ لیکن اب اونکی ہمت ذرا بڑھ چلی ہے۔ دو ایک مقام پر جو وہ میدان مار گئے تو اونکو یقین ہو گیا کہ بس اب انگریزی فوج کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔ یہ اب یون ہی بیکار سی ٹال رہی ہے اسلئے اونکا ارادہ ہوا کہ اب سامان جنگ بھی انگریزی فوج سے ہی چھیننا چاہئے۔ لاکھون من کا سامان جیسے اونہوں نے ذرا کمزور پایا۔ اسپر صرف دو توپیں تھیں۔ اسلئے وہ اسپر ٹوٹ پڑے اور دونوں توپیں اوڑا لیگئے۔ اون کے لیجانیکے بعد ہماری فوج کو بھی جوش آیا۔ اسلئے پھر اونپر حملہ کیا اور اپنی توپیں اون سے چھین لائی۔ وحشی فوج تو اپنے دل میں یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ بس یہ غنیمت ہاتھ لگی مگر کیا باوا کا مال تھا جو ہضم ہو جاتا۔ توپیں ہی چھین لینے پر کیا منحصر ہے ہماری فوج تو کھایا پیا بھی اگلوا لیگی۔ وہ ذرا سامان جنگ کہیں سے بھیک مانگ کر اکٹھا تو کرلیں۔ پھر دیکھیں تماشا کہ ہماری بہادر فوج کسی صفائی کیساتھ اونسے چھین لیتی ہے کہ وہ منھ پھیلائے حیرت کیساتھ دیکھتے ہی رہ جائینگے۔

خود ہی شگون بد کرتے ہیں

ہندوستانی فوجکی بہادری اور چستی چالاکی کا ہر سال فرضی جنگ سے امتحان ہوتا رہتا ہے۔ شملہ کی فوجکا امتحان ۵ ستمبر کو لیا گیا۔ امتحان میں ایک فریق اپنا قرار دیا جاتا ہے اور ایک مخالف کا۔ دونوں میں اسطور پر گپ رہتی ہے کہ سچ مچ ہاتھ کسی پر نہ پڑے۔ نہ کوئی کسی کی بھینٹ چڑھے۔ جیسے کہ گانے میں بعض الفاظ کا فوٹو نزت کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے ایسے ہی مصنوعی جنگ میں اشاروں کنایوں سے بہادریکا فرض ادا کیا جاتا ہے۔ سمجھنے والے خود سمجھ لیتے ہیں کہ کون سا فریق زیر رہا اور کون سا زبر۔ چنانچہ شملہ کی لڑائی میں بھی دونوں فریق نے اسیطرح اپنا فرض ادا کیا اور اسطرح کیا کہ بال برابر کسر نہیں۔ اور شملہ کو بھی قلعہ قرار دیکر یہ فرض کر لیا گیا کہ دشمن نے ہمکو گھیر رکھا ہے۔ اور اس قلعہ میں جو رکھی گورہ فوج اور دوم پلٹن گورکھا شامل تھیں اور مخالفین صرف والنٹیر فوج کو سمجھا گیا تھا۔ گو کہ یہ تعداد میں کم تھے لیکن انہوں نے ایسی مستعدی سے محصورین قلعہ کو روکے رکھا اور اونکو ایسا مارا کہ وہ بولان گئے ہوں گے بہتر ہے یہی انگریزی فوج جو باہر تھی دشمن کو یہ چاہا کہ محصورین قلعہ کو سامان رسد پہنچا دیا جائے لیکن کچھ پیش نہ چلی۔ یہ فوج دامی سے براہ جتوگ سامان خورد و نوش پہنچانا چاہتی تھی۔ ۵ چکر رستہ کے تھے اور دو کو ہی توپیں تھیں۔ بڑی چالاکی کیساتھ اسنے اپنے آپکو دشمن کی نگاہوں سے بچا کر وہاں پہنچانا چاہا لیکن والنٹیروں میں اسوقت واقعی جوش کا سا جوش پیدا ہو گیا تھا اور چستی چالاکی بھی کچھ زیادہ ہو گئی تھی سامان فوج نے بنی ذرا بچکر نکالنا چاہا اور والنٹیروں نے فوراً ہی سمجھ لیا جھٹ وہ غرض ہر طرح انہوں نے اونکا قافیہ تنگ کر دیا۔

معرکہ آرائی

اسلام کی سج

وہ کیسے دل میں یہ اندازِ سخن کس کا ہے
جی ہو بے چین یہ بیساختہ پن کس کا ہے

بھلا بتاؤ تو سہی کس کا ہے۔ ہاں ہاں تمہیں سے پوچھتا ہوں جو دن رات ایڈیٹری کی کرسی توڑا کرتے ہو۔ زمین و آسمان کے قلابے ملانے میں طاق ہو۔ اور سیاسی و ملی معاملات کی گتھیاں سلجھانے میں اپنے کو مشاق سمجھتے ہو۔ اِس مصرعے کو حل کرو۔ ہاں پھر کہو بھی کس کا ہے۔ کیا کسی جادو بیان مقرر کا یا کسی پولیٹکل لیکچرار یا قومی خطیب کا۔ نہیں نہیں انہیں ایسی صلاحیت کہاں۔ ہمارے مُلّانے تو باستثنائے معدودے چند تعصّب کے پتلے مگر دریا کی تصویریں گندم نما جو فروش ہیں۔ خود غرضی بات بات میں۔ دغا ہر گھات میں۔ باتیں بالکل نالی سے جیسے اثر نام کو نہیں۔ تو پھر کسی جادو نگار محرر کا ہوگا جو پر کا کوا۔ تنکے کا بھالا۔ رائی کا پربت بناتے ہیں۔ خدا کا نام لو یہ بھی کمہار کی کچی کلی ہیں رنگ بہت شوخ مدس ندارد۔ تو پھر میری خیال میں یہ اندازِ سخن ایسا بے ساختہ پن کسی پری جمال زہرہ تمثال ہی کا ہو سکتا ہے۔ جو جی کو بے چین کر ڈالے۔ دل میں رہ رہ کے چٹکیاں لے۔ اجی توبہ کرو تمہارے خیالات بھی کیسے بوسیدہ ہیں عارضی و فانی چیزوں پہ مٹے جاتے ہو۔ وہی شکل ؎ اس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی ہے کہ اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی۔ یہ کیوں ہے۔ پری چہروں کا گورا اور اجلا مکھڑا۔ شب دیجور جیسے کالے کالے بال۔ زہرہ و ناہید کی سی رسیلی کٹیلی نشیلی آنکھیں۔ ہیرے و مرجان کو شرمانے والے چمکدار دانت۔ کڑی کڑی نوکیلی چھاتیاں۔ تارِ نظر سے بھی زیادہ باریک کمر۔ اور پھر خطا معاف ہو زبان نہیں کٹتی وہ آدم فریب دُنبل گندم بس یہی دو چار چیزیں تمہارے افکار کے نتائج۔ خیالات کی حدیں ہیں۔ طبیعت کی جولانیاں انہیں لغویات میں اپنی ساری ترکی تمام کرتی ہیں۔ فرسِ اشتیاق میدانِ وقاحت میں کود پھاند کر رہ جاتا ہے۔ تف ہے ایسے دماغ پر خدا کا خوف کھاؤ۔ روز حشر سے ڈرو۔ کب تک بتوں کا مالا جپا کروگے۔ لایعنی لایعنی عشق میں کہاں تک جان کھپاؤ گے۔ ؎

مومن شوقِ گناہگاری کب تک
اے زہرہ وشوں سیاہ کاری کب تک
ہاں اپنے خدا کو باز آ پھر خدا
اے کافر بن بتوں سے یاری کب تک

سمجھے سنو تو یہ اندازِ سخن کسی جادو بیان مقرر کا ہے نہ یہ بے ساختہ پن کسی سحر نگار محرر کا ہے نہ کوئی چنچل شوخ چاہے وہ مملکتِ حسن کا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو اس صفت سے متصف ہو سکتا ہے حضرت یہ اندازِ سخن اور یہ بے ساختہ پن جس کی سریلی ادا پہ انسان لوٹ پوٹ ہو جائے۔ جو دلوں کو پاؤں کے ناز سے مسل ڈالے۔ عام طبائع جس کی گرویدہ ہو جائیں۔ خلقِ خدا جس پر ٹوٹ پڑے۔ پیارے و سچے اسلام کا ہے۔ وہ اسلام جس کی نگاہوں کے گھایل صرف پرجوش نوجوان ہی نہیں بلکہ بڈھے بوڑھوں کے دل میں اور بھی محبت کی تڑپ مستحکم ہیں۔ زن و مرد صغیر و کبیر جس کے کلمہ گو ہیں اور زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہیں ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

ہاں ہاں میں بڑے زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ بے شک یہ اندازِ سخن و بے ساختہ پن بجز اسلام کے اور کسی کا ہو نہیں سکتا۔ نئی دنیا میں اس نے اپنا جلوہ دکھا دکھا کے ہلچل ڈال دی ہے۔ امریکہ کی اقوام متمدنہ جو اپنے آبائی مذہب کو بازیچۂ اطفال سمجھ کر شماتت و استہزا میں اڑا دیتی ہیں۔ اور کیا بلحاظ تمدن و کیا باعتبار دولت جو اس وقت روئے زمین کی دوسری قوموں میں ممتاز و مفتخر ہیں۔ ایجادیں اور اختراعیں جن کی گھٹی میں پڑی ہیں۔ فلسفہ جن کا غلام۔ منطق جن کی لونڈی ہے۔ یورپ جن کے علوم و فنون کے آگے ایک طفل دبستان ہے۔ معراج ترقی تک پہونچ جانے پر بھی ہنوز سبق لیتا ہے جن کی پرزور عقل کے آگے مسیحیوں کے خدا کو لغزش ہوتی ہے۔ قدم پھر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ جن کی پُرفطرت طبیعتیں توحید فی التثلیث و تثلیث فی التوحید کو ایک ڈھکوسلا سمجھتی ہیں ان کا حال یہ ہے کہ وہ مختلف خداؤں کو معطل کرکے اسلام کے سچے و واحد خدا کو فرداً فرداً مان رہے ہیں۔ تعلیم یافتہ دنیا علامہ وبر محمد الکزنڈر رسل ویب سے ضرور واقف ہوگی۔ یہ امریکہ میں ایک جلیل القدر عہدہ پر مامور تھے۔ ان کے علم۔ فضل و بردباری کی چار دانگ عالم میں دھوم تھی۔ ہر طرف طوطی بولتا تھا۔ آخر ان کی قابلیت نے انہیں نچلے نہ بیٹھنے دیا ان کے دل میں سچے مذہب کی تفتیش کی گدگدی پیدا ہوئی۔ مختلف مذاہب کی کتابیں دیکھ ڈالیں ع

کتب خانۂ چند ملت بشست

مگر اطمینان نہ ہوا۔ نہ تو وہ مذہب ہی کوئی سچا خدا پیش کر سکا اور نہ ہندو و حرم سب ہی راہ دکھلا سکا آخرش بادلِ ناخواستہ طوعاً و کرہاً چند نسخے مذہب اسلام کے بھی ملاحظہ کئے شکر خدا کا کہ انہیں گوہرِ مقصود یہاں مل گیا۔ پھر کیا تھا حسنِ عقیدت

خود بخود مسلمان ہو گئے۔ کیوں حضرات ناظرین کیا اب بھی آپ اسلام کے اس انداز سخن و بے ساختہ پن کے قائل ہو گئے یا نہیں۔ شکر خدا کا کہ آفتاب اسلام بڑی آب و تاب کے ساتھ امریکہ کی سرزمین پر چمک رہا ہے۔ متجلی و حق پسند طبیعتیں تاریک گڑھوں سے نکل نکل کر اس نئے آفتاب کی روشنی سے مستفید ہو رہی ہیں سچ ہے اسلام کے اسی انداز سخن و بے ساختہ پن نے جزائر افریقہ کے باشندوں کو وحشی سے انسان۔ انسان سے با اخلاق انسان با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دیا۔ افریقہ اور اوس کے اطراف اکناف میں اسلام دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ ایک انگریز سیاح لکھتا ہے کہ اگر افریقہ میں اسلام کا دریا یونہی موجزن رہا اور درمیان میں کوئی پہاڑ مانع سد راہ نہ ہوئیں تو یقین ہے کہ اسلامی بحر زخار کے امواج مسیحیت کو تنکے کی طرح بہا لے جائینگے اور عیسائیت کے عظیم الشان بار آور درخت کو بھی وہ جلد ہی ٹکڑوں میں اوکھیڑ دینگے۔ پھر وہی قابل مورخ آگے چل کر لکھتا ہے کہ جسطرح ماہتاب نکلتے ہی ستاروں کی ٹمٹماہٹ مدہم پڑجاتی ہے اور صرف اکا دکا تارا جھلملاتا نظر آتا ہے اوسی طرح اسلام کی چکاچوند کر دینے والی روشنی مسیحی دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کئے دالتی ہے یہ تو انگریز مورخ کا قول ہے مگر میں کہتا ہوں کہ وہ دن بھی قریب ہے جبوقت اسلامی ماہتاب خدا کے فضل سے آفتاب بنکر امریکہ اور افریقہ کی بستی پر دمکیگا پھر تو مسیحیت کے وہ جھلملاتے ستارے بھی اسطرح غائب ہو جائینگے جیسے گدہے کے سر سے سینگ۔ ہندوستان کی حالت پر مخفی نہیں۔ یہاں تو آئے دن دین حق کے متلاشی دائرہ اسلام میں آتے ہی جاتے ہیں۔

چشمۂ حق سے سیراب ہوئی ہے ہند ؎
اسطرح جاتی ہیں اوس سمت بہتی ناؤ
کہ بند ہے جیسے گنہگار چلے جاتے ہیں

ابھی ابھی ہمارے قابل قدر ایڈیٹر صاحب بمبئی پنچ بہادر نے ایک نوجوان برہمن کے مسلمان ہو جانے کی خبر دی ہے۔ پھر بعد اوس کے ایک پارسی خاندان کے مشرف باسلام ہونیکا حال لکھا ہے۔ لیورپول کی جامع مسجد میں مسٹر جارج کے خود بخود آنے کا اور ایمان لانیکا حال بھی بڑی دلچسپی سے پڑھا گیا کیوں اسپیلے ناظرین! یہ کیا ہے؟ یہ وہی اسلام کا انداز سخن و بے ساختہ پن ہے۔ سچ تو یہی کہتے بنتی ہے ؎

بالا ہے ترا حسن حسینان چگل سے
سب ہم ہے مشتاق نکل پڑے دل سے

آپ کی بڑی سمع خراشی کی ہے۔ مجھ سے بھی ایسی ہی دل خوش کن خبر سن لیجئے۔ اگرچہ کچھ عرصہ ہو گیا مگر دلچسپی سے خالی نہیں۔ ایک روز مونگیر کی جامع مسجد میں اسٹیشن جمال پور کے دو نوجوان انگریز جان جیکسن و جان ولیم نامی خود بخود آ کر مولوی محمد عمر صاحب کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے اون کے اسلامی نام نور محمد و عبداللہ رکھے گئے۔ مونگیر کے باہمت مسلمانوں نے اون کی جیسی کچھ مدارات و عزت افزائی کی یہ اونہیں کا حصہ تھا دونوں نومسلموں نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے بھاگلپور کو رونق بخشی۔ محلہ بربورہ کے زندہ دل پرجوش مسلمانوں نے اون کی بڑی آؤ بھگت کی۔ ہاتھوں ہاتھ لیا۔ خاطر مدارات کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ کچھ دنوں یہ دونوں نومسلم مولوی محمد یاور حسین صاحب مولوی لیاقت حسین صاحب کے مہمان رہے۔ پھر یہاں سے روانگی اختیار کی اعانت کی غرض سے چندہ کی رقمیں لکھوائیں۔ جناب ڈاکٹر ابو العلی عبد الرحیم صاحب پلیس فزیشین ریاست جے پور متوطن بربورہ نے معقول چندہ دیا۔ آپکو اسلامی کاموں سے بڑی ہمدردی ہے خصوصاً قوم کی بہبودی کسی کار خیر کی معاونت میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ دیگر اشخاص بھی پیچھے نہ رہے۔ اپنی بساط بھر مدد کی۔ حضرات ناظرین یہ سارے کرشمے پیارے اسلام کے انداز سخن و بے ساختہ پن کے ہیں۔ پھر آپ کیوں نہیں بول اوٹھتے اسلام کی جے ؛

راقم

چھا نتا وہ دل کہ جسکی ازل میں نمود تھی
پسلی پھڑک اوٹھی نگہ انتخاب کی

بقلم
حضرت ل ح۔ شہرۂ آفاق المعروف بہ ابو المذاق
از خطۂ نور بھاگلپور

الا یا ایہا الہندیہ ہنکی سی تحیہ مدبھلہا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

ظرافت الملک ظریف الدولہ مرزا تاریخ زاد دحشتہ۔ اینڈی بینڈی تسلیم آڑی ترچھی کورنش۔ بانکا آداب عرض کرتا ہوں۔ سنور اکیک تے مجھے ناہوں نے سے لے لیا۔ مزاج مقدس ناتو بہ مزاج مقدس لیجئے کچھ بسنت کی بھی خبر ہے یا یوں ہی رنڈوے بیٹھے کا اخبار نکالکر دشمنوں کا منہ زرد کرتے ہیں۔ بسنتیہ؟ صبح نمودار ہوتے ہی آج آپکو بھی صورت نحس دکھلاتا ہوں۔ انشاء اللہ دن بھر سبز باغ دیکھنے ہی گزریگا۔ خدا ایک گھوری یاں کہہ دو تو پھر ایسی باتیں پڑیں سناؤں کہ آئینہ کی طرح عمر بھر حیران رہو۔ اور تمہارے ناظرین اخبار بھی

سمجھ جائیں کہ سہرا چھایا وہ دل کہ جسکی آرزو
میں محو دلی تھی ؟ پسلی پھڑک اوٹھی نظر انتخاب
کی ؟ لیجیے سُنیے - ختم ہو گئی - ختم ہو گئی ختم ہو گئی
کیا ٹرانسوال کی لڑائی ختم ہو گئی ؟ جی نہیں اسکا
ختم ہونا چہ معنی دارد - ایک نہ ایک دن ختم ہی ہو جائیگی
آخر بے سردار کی فوج کب تک لڑیگی - ایک نہ ایک
دن سرکار بہادر کے اثر نگر میں آہی جائیگی - مسٹر
کروگر تو جاگیدن کا صبر گرداتے ہوئے جرمن
میں جا دھمکے - اور انکے چہیتے ماجز الحمے اثر نگر
میں آرہی گئے - اب کیا ہے معاملہ قریب الختم ہو
سمجھیے - تو پھر آخر کیا ختم ہو گئی ؟ کیا خدانخواستہ
مسلمانوں کی ترقی تو نہیں ختم ہو گئی ؟ جی نہیں
یہ بھی نہیں - وہ تو پہلے ہی سے قریب الہو چک
ہے - خدا نے تو انکے لیے ترقی کے دروازے
ہی بند کر دئے - اب کیا خاک ترقی کرینگے - اچھا
یہ بھی نہیں تو کیا دول یورپ کی چین میں طبع
آزمائی ختم ہو گئی ؟ ادہون - وہاں سے تو مدت
ہوئی کہ دول عظام نے اپنی فوجیں واپس بلالیں
اب البتہ سُنا جاتا ہے کہ چین نے پھر چھیڑ چھاڑ کی لی
ہے اور عہدنامہ کو منسوخ کیا جاتا ہے - ختم
ہو گئی ختم ہو گئی - ارمان ہی چھینے جاؤگے - یا
بتلاؤگے ارے کیا ختم ہو گئی - کیا سرحد پر وحشیوں
کی کو دھچاند ختم ہو گئی ؟ اجی حضرت آپ کس
خیال میں ہیں - وحشیوں کی کو دھچاند کیا آج
ختم ہونے والی ہے - جب امیر کابل ایسے جابر کو
جداونکے ہمسایہ میں سلطنت کرتے ہیں - ان
موذیوں سے عاجز آگئے تو دوسرے کا کیا
ٹھکانا ؟ کہیے کہ ہماری بہادر فوج اور گورنمنٹ بھی
ایسی ہی کہ جس نے انکو نہ دھیلے کیے نہ معلوم
پھر کیا اودھم مچاتے - ختم ہوئی ختم ہو گئی حضرت
میاں صاف کہتا ہو کہیے ورنہ لگاؤنگے ٹھنڈی کر

چلتے پھرتے نظر آتے ہیں - یا اللہ یہ بھی یہ خفگی -
اچھا خفا نہ ہوجیے - لیجیے سُنیے - برسات ختم ہو گئی
سُنا ؟ لاحول ولا قوۃ - میاں کیا بکتے ہو - اگر
خدانخواستہ شیطان کے کان بہرے - ابھی سے
برسات ختم ہو جائے تو پھر زمانہ میں قحط نہ پڑ جائے
ابھی پورا مہینہ بھادون کا پڑا ہے جو بارش
کی جان ہے - ابھی سے برسات کیسے ختم ہو سکتی
ہے - حضرت آپ بھی نرے بے دال کے بودم
معلوم ہوتے ہیں - پورا جملہ سُنتے نہیں - اور
لگے گھوڑے کی طرح ہنہنانے - جناب یہاں
تو تین ہفتے سے زائد ہوا کہ ایک قطرہ باران
رحمت کا نازل نہیں ہوا - بجائے پُروا کے
پچھوا ہوا چل رہی ہے - آسمان کا رنگ نیلگون
کے سپیدی مائل ہو رہا ہے - زمین پر تری کا
نام نہیں - خاک اوڑتی ہے - دن بھر کی تابش
اور گرمی - رات کی شبنم اور سردی نے وہ
دخل در معقولات کیا ہے کہ فصلی عوارض نے
موت کا بازار قصبہ میں گرم کر دیا ہے - ہیضہ
خان نے ایک نئی قسم کی بہادری قصبہ میں یہ
کی کہ ایک رنگساز کے پانچ آدمیوں کو عدم آباد
پارسل کیا - اور پھر اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ آمد
رفت دونوں صیغے جاری کر دئے - اُسی گھر
میں ایک طرف تو ایک عسرت نصیب ہمیشہ کے
لیے دنیا چھوڑنے کا ارادہ کرکے جان توڑ
رہا ہے - دوسری جانب عدم سے ایک بچہ
سیرگاہ دنیا کی سیر کیلیے ماں کے پیٹ سے باہر
آرہا ہے - غرضکہ عجب عجب اللہ میاں کے
کرشمے ہیں - ایسے وقت میں کہ جس کے گھر کی
پانچ لاشیں ایک دن و رات میں گھر سے
نکلیں - اسی سلسلہ میں لڑکا پیدا ہونیکی کیا
ضرورت تھی - بھلا اس حالت میں برسات کو

ختم ہونا نہ کہیں تو کیا کہیں تمام لوگوں کی آنکھیں اب
آسمان پر انتظار بارش میں لگی ہیں - اب ہی کچھ نہیں آیا
کہ لاؤں پھر نیچر مرحوم کا ڈھکوسلا اور وہ بھی پُرانا - اچھا
اب رخصت خدا حافظ پھر ملینگے اگر خدا لایا - ہاں خوب
خوب یاد آیا پیشانی والے شعر کا دوسرا بیت بھی سن
لو سہ

بجانہ گریہ مسکین بہ آواز بلبل ہا
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

دہی پاک باطن حضرت اقدس از قصبہ عسر ضلع
زیلبا

خود ہی

ایک نار کے دو یار

مسٹر پنچ - تسلیم - غالباً حضور کو یہ تشویش تو ضرور
ہو گی - کہ انجناب علیہ الرحمۃ اتنی مدت کہاں غائب
نظر رہے - یہی بات ہے کہ اس دآسمان بارگر
باران دیدہ پیر فرتوت کے ہتھکنڈوں سے بچکر
کون فرد بشر ہے جو سکھ سے بسر کرتا ہو - یونہی کسی
سے اس بڈھے کو پرخاش رہا کرتی ہے - مگر آجکل
انجناب پر اس ظالم کی کچھ ایسی آنکھ پھلی - کہ دم بھر
چین سے نہیں رہنے دیا - وہاں سے آتے ہی ہیضہ
خان سے مڈ بھیڑ کرادی - الحمد للہ کہ اوس سے
چھپا چھپایا ہوگا - کہ بلی فلاکت خانم کو مسلط کر دیا -
گو ان سے دو دو ہاتھ خاصا مقابلہ رہا - مگر آپ
جانیں پہنسا جونک - چوس ہی کے چھوڑتی ہے - بگڑے
سال بعد اب کہیں جاکے کچھ مہلت ملی ہے تو ہاتھ
کانپتے گرتے پڑتے حضور کے دربار گہربار میں آئے
ہیں اور وہ پھڑکتی پھڑکتی زندہ خبر لائے ہیں کہ آپ
تو آپ آپکے زندہ دل ناظرین بھی یکدفعہ ہنسیں
نکالدیں - سنئیے اور بگوش ہوش سنئیے -

ناں ہاں نوا کہانی کو تو آپ جانتے ہوں گے اور اگر نہ جانتے ہوں تو لیجئے اینجانب ہی تکلیف کئے دیتے ہیں۔

وہی نوا کہانی - جہاں مسٹر نیل نے پولس کی بدعنوانیوں کو کیسا کیطرح آڑے ہاتھوں لیا تھا گورنمنٹ کے بھی کان کھڑے کر دیئے تھے جس کی پاداش میں بیچارے نیل نوا کہانی سے دفع کئے گئے۔

اسلامی ہاں تشنا تھا مسٹر مینڈورکی کہانی کی تحریریں ہو رہی ہیں مگر کچھ معلوم نہ ہوا کہ نتیجہ کیا ہوا۔ ابھی ہوا کیا - یہ ہوا کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے صاف طور پر لکھدیا کہ ایسے بیباک مدیر وہاں کو سرکاری ملازمت میں رکھنا قوانین نظم کو منہدم کرنا ہے چلئے چھٹی ہوئی۔

اچھا ہاں یہ سکینڈل کہانی تو آپ جان گئے

جی ہاں جان گئے جان گئے پہچان گئے۔

اری جانے بچے تم آپ جان گئیں - اچھا تو پھر سنئے وہیں پر مسٹر کارگل کے زیر انفصال ایک بیوی دو میاں کا مقدمہ ابھی ہوا ہے ایک کہتا ہے [illegible] بحیثیت شوہر کا شرعاً میں مستحق ہوں دوسرا کہتا ہے جناب ایک مدت سے ایک غلام اس مسٹر مکان پر قبضہ رکھتا آیا ہوں اسکا کسیطرح کا دخل نہیں - حق ہمارا - قبضہ تا منظور ہو سکتا ہے - مگر میں ملکان مذکور بیچارہ ہی نہ اب سمجھئے جج صاحب کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

عالیجناب مولانا نشتر مدظلہ

اینجانب کی سرگشتی

حضرت بیکی [illegible] بعد تسلیم عرض کرتا ہوں - گھبرائے نہیں - ہاں مطلب کی بات کہونگا میں نے کوانٹرو ویو [illegible] کرونگا سرورست بندہ درگاہ کی مختصر رپورٹ بلکہ رہی سہی [illegible] رپورٹ کی [illegible]

جو گنگا پار کی سہنے والی بابوں [illegible] سارے پاپ [illegible] سے پاک ہو کر گنگا اشنان کر کے آپکے درشن اور پالاگن کو جا رہی ہے ذرا آپ لپک کر بغلگیر ہو جائے اور انگریزی طریقہ پر دو چار سٹ تک حاجی باوا کی جے پکارئے اور ناچئے۔

آپ جانتے اپکا یہ نیا مرزنگار ایک ہی چھٹا پڑتا ہے - آرہ سے زمین پھر تو کاگی ہو پہونچی اور یہاں سے جو جہانگیر ماری تو سات سمندر پار ناتو پہ گنگا پار - شیخ مسٹی پارسی پہنچا کیا تماشا کیا دیکھا - چہرے کے گرد [illegible] دیکھے - گھوڑے کی لگام دیکھی - حاجی کا اخلاق دیکھا - جمن کا بلاق دیکھا - حاجی زادہ کی صورت دیکھی - کالے کی صورت دیکھی (یعنی چوب خشک) بڑی بڑی سرود خوانی دیکھی - کسیکی اوڑتی جوانی دیکھی - اور وہ دیکھا جو کسی مسلمان کو خدا نہ دکھائے - خدا کرے گھر سے بھی [illegible] کہ خدا کے احکام اور رسول کے احکام کی نافرمانی کیجہ جاؤ کیا جرم ہے اگر سچ ہے مراد چہرے کا [illegible] جناب ہے تو کوئی احترام نہیں اگر اب نہیں ہے تو حاجیوں میں اخلاق مروت ملنساری مہمان نوازی ہونی چاہئے تھی مگر یہاں تو سب کا صفایا ہے سو

اچھے گئے تھے جو فصل خستہ یقین
ایمان لنگ کے رہ گیا کعبہ شریف میں

وہاں سے سیدھے ساودے سوننا [illegible] گئے اب کوئی ملنے کو جائے تو آپ یہی کہتے ہیں کر دیتا جی سے جا ہیں کر منہ لٹکائے ملنے کو مگر جھکائے بیٹھے ہیں کہ رہے ہیں کوئی یہاں ملنے کو آئے دور دور رہیں آپ جو پھر انگریزی [illegible] کرے کو ڑہ ہے تو آپ اور اس سے بگڑے بیٹھے ہیں کہ ہم مسلمان میں انگریزی [illegible] ملنا گناہ

سب اللہ رہے تیری کالی مسلمانی اصل اخلاق محمدی ہی تیرے دماغ سے گدھے کے سر سے سینگ کیطرح غائب غلہ ہے - تیری نفرت تیرا غرور تیری بداخلاقی تیری بے مروتی سب کے دو بیسے فلیتے بنا کر تیری ناک میں ٹھونس [illegible] دئے جائیں اور انگریزی گورنگا یہاں [illegible] اور بیٹا پوتے فرزندان مبارک ہو جائیں گے [illegible] چینک آئے اور سارا مادہ فاسدہ [illegible] کی زکام کی طرح تیری ناک کی راہ سے خارج ہو اب کے تو اسی پر بس کرتا ہوں اگر آپ نے اخلاق درست نہ کئے تو آئندہ پوست کندہ حالت [illegible] میں پیش کر کے خوب خوب پرچے اڑاؤنگا۔

(باقی آئندہ)

سو بار ہم نے تو دیکھے ہیں سدے دل
خدا بچائے [illegible]

وہی لعبہ انظر فار بہاری

بولو

ما بعد تسلیم [illegible] تمام زمانہ کے خیالات آپ کی [illegible] نظر [illegible] ہیں بولو - کبھی ہماری یاد بھی آتی ہے بولو - دیکھو اگر ہماری جانب سے اسی طرح غافل رہے تو [illegible] کرونگا بولو - اب ضرور اسی طرف متوجہ ہو بولو کیا غضب ہے بولو - تمام کارخانہ جات ریلوے کے ملازموں کی تنخواہ میں ترقی ہوتی ہے بولو نہیں ہوئی تو بیچارے [illegible] کی جی آئی پی ریلوے [illegible] بولو - ہم لوگوں نے اب قصد کیا ہے کہ بارہ بارہ برس ہو گئے ترقی کی صورت نظر نہیں آتی بلکہ پوری تنخواہ بھی مشکل سے [illegible]

ہے ہوں ہمارے ایک ماسٹر صاحب ہیں جنہوں نے قدر بے قابل گٹ پٹ کرنے کو انگریزوں کی بیٹ چاٹی ہے ہو او رہ بھی مسلمان ہیں ہوں۔ اگر ان سے کہا جائے کہ مہربان کچھ ہم لوگوں کے حق میں سفارش کرو تو ہو سکتے ہیں فورمین سے ہوں۔ اگر فورمین کو عرضی دو تو حکم ہوتا ہے بڑے صاحب کو ہو۔ اگر صاحب بہادر کو عرضی دو تو حکم ہوتا ہے تمہارے فورمین کو ہو۔ کیا غضب ہے تمام محکمہ سے ہم لوگوں کو محنت زیادہ اور ترقی کے نام وہی ڈھاک کے تین پات اوپر چڑھ کر ہوں جس سے اپنا حال بیان کرو وہی کہتا ہے فلاں کو ہو۔ غضب میں جان ہے کہ یہ ہو کیا معنے رکھتا ہے آخر زمانہ کے لال بجھکڑ میں اس کے بھی معنے بتلاو کہ ہو ہو ہو ہو۔ اب کیا ہو۔ اور کس سے ہو۔ سبحان کچھ نہیں تو پیچ بہا تم ہی ہو۔

(باقی آئندہ)

کون سنتا ہے فغان درویش

عرضی دیتے دیتے تھک جانیوالا

ع - ن - فائرمین - از بہاولپور

لطیفہ

ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں بڑی مشکل میں گرفتار ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ منے کو دوائی کسطرح پلاؤں اگر اس کو کہوں کہ دوائی ہے پی لو۔ تو نہیں پئے گا ور اگر نہ بتلاؤں تو بھی وہ نہیں پئے گا۔ میاں صاحب نے جواب دیا میری جان میری بات سنو۔ تم سامنے میز پر دوائی رکھدو اور منے کو منع کردو کہ اسے پینا مت تو وہ یقیناً اسکو پی جاویگا۔

خضاب لاجواب دلپسند خاص و عام

(یہ ایک قسم کا نایاب تیل ہے) لیجئے شائقین صاحبان!

کیا ہی ایک نادر تحفہ آپکے پیش نظر کرتے ہیں آپ ہی جو کہ کئی سال کے تجربہ اور کوشش بلیغ سے مرکب کیا گیا ہے جس کے ایکدفعہ کے استعمال سے آپ صاحبان ترکیب کنندگان کی داد دینے میں ہرگز توقف نفرمائینگے۔ وہ تحفہ کیا ہے (خضاب لاجواب) مانند روغن کے بالوں میں لگا دیجئے۔ پانچ منٹ میں بالکل قدرتی سیاہی بال دیکھ لیجئے۔ طرفہ تر یہ کہ پندرہ یوم تک پھر آئینہ دیکھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ بال بالکل نرم اور چمکدار رہتے ہیں۔ اس کی قیمت بالکل قلیل رکھی گئی ہے جس سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکے قیمت فی بکس (عہ) محصول ذمہ خریدار۔ پانچ بکس کے خریدار کو ایک بکس مفت دیا جائیگا۔ ہر درخواست کی تعمیل بذریعہ ویلیو پے ایبل ہوگی۔ ہمارے پاس صدہا سرٹیفکٹ اس خضاب لاجواب کے موجود ہیں لیکن بوجہ عدم گنجائش چند صاحبوں کے فقط نام نامی ذیل میں درج کرتے ہیں۔ آپ بے اطمینان کے لئے صاحبان ذیل سے تصدیق کر سکتے ہیں:۔

حکیم مولوی محمد عبد الکریم صاحب فرخ دہلوی مالک ایڈیٹر پنچ بہادر بمبئی۔

آغا حسن علی صاحب بالی گنج کلکتہ۔

احمد شاہ صاحب " "

بابو امیر علی صاحب پراناقلعہ راولپنڈی۔

محمد حسین صاحب کورٹ ماسٹر۔ رسالہ جیکب آباد۔

حکیم امام علی صاحب گمرہ بازار کلکتہ۔

المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی سید نور شاہ ہمدانی۔ گولی کلہ پوسٹ آفس مانڈوی۔ بمبئی۔

خضاب مذکور بالا مندرجہ ذیل کے پتہ پر بھی مل سکتا ہے۔ منشی عبد الرحمن صاحب آزاد۔ دفتر پنچ بہادر بمبئی

اسلامی دنیا

حکومت سینہ نے جو تجربہ تو پ حال میں کارخانہ آرمسٹرونگ سے تیار کرائیکا آرڈر دیا ہے۔ اوسکی نصف قیمت تو دیدیگی ادا کر ہی دیگی ہے اور باقی کی نسبت حکم ہے کہ اوسوقت دیجائے جبکہ وہ توپ تیار ہوکر آستانہ علیہ پہونچ جائے اس توپ کے ساتھہ کارخانہ مذکور کا ایک متخصص بھی آئیگا جو افواج عثمانی کو جنگی بیڑوں میں اسکا چھوڑنا سکھلائیگا اور جبتک عساکر سلطانی کے فوجی جوان اسکو بیدہڑک چلانیکی مہارت حاصل نکرلیں اوسوقت تک وہ معلم ملازم رہیگا۔ قیمت اسکی ۳۰۰ سو گولوں کے ۰۰۰ پونڈ عثمانی مقرر ہوئی ہے۔

روسی توپوں کے کارخانہ عثمانی کے مہتمم علی آفندی نے حجاز ریلوے کے چندہ میں ۳۰۰ پونڈ بالاقساط ادا کرنیکا وعدہ کیا ہے اور ایک قسط ادا بھی کردیگی ہے۔ یہ خبر اور بھی باعث مسرت ہے کہ کارخانہ مذکور کے ایک ٹھیکہ دار اور تاجر اعظم مسمی احمد جابر آفندی نے بھی ایک ہزار پونڈ دس قسطوں میں ادا کرنیکا وعدہ کیا۔ ۱۰۰ پونڈ کی ایک قسط ادا بھی کردی ہے۔

جرمنی کے فوجی کرتبوں اور امتحانات میں عساکر عثمانیہ کے بھی چند افسر بغرض ملاحظہ شریک ہونگے جن کے نام بالبحالی سے روانہ ہونے کا فرمان صادر ہوگیا ہے۔

دولت ایران کیطرف سے شاہزادہ مرزا رضا خان دار السعادۃ کی سفارت پر مقرر ہوئے ہیں جو آجکل پیٹرزبرگ میں ہیں اور وہاں سے طہران ہوتے ہوئے جدید سفارت دار السعادۃ پر پہونچینگے۔

جاسوسون کی رپورٹین

گلگت چترال کی سڑک کو پہر سے شندور تک درست کرنے پر امسال دو ہزار روپیہ خرچ کرینگے۔

سیلون مین ایک مسلمان حاجی این دو دے وال گنز و فوج مین بہرتی ہوا۔ اسپر کمال خوشی کا اظہار جابجا ہے۔

سررشتہ کمسریٹ کے لئے سامان غلہ براہ راست کاشتکارون سے خریدا جائیگا۔ اب آڑہتون کی وساطت سے نہین خریدین گے۔

بیکانیر کے مصیبت زدہ لوگ جوق جوق ضلع فیروزپور مین داخل ہو رہے ہین۔ بعض لوگ لائلپور کو جا رہے ہین۔

ہندوستان مین آبدوزحفاظتون کے انسپکٹر کا دفتر شملہ کو منتقل کیا گیا ہے اسمین سہولت ہوگی۔

کلکتہ کے پرنسپ گہاٹ پر ایک کشتی ٹکرا کر غرق ہوئی۔ اس کشتی پر ۱۲ گھر جوٹ کے لدے ہوئے تہے۔ جانی نقصان نہین ہوا۔

نینی تال مین بہاری بارش ہوئی۔ لکہنؤ اور کانپور و بہرائچ مین خوب برسا۔ پنجاب مین بارش کو ترستے ہین۔

میونسپلٹی رنگون کو ۳ لاکہ ۲۰ ہزار اور ۵ لاکہ کے دو زن قرضے بشرح سود ساڑہے ۴ فیصدی لینے مین کامیابی ہوئی۔

عربی پاشا ۱۹ سالہ جلاوطنی کے بعد مصر کو واپس گئے۔ ۲۰ عورتین ہین۔ ۱۷ بال بچے ہیرا دو زادے خدمتگار وغیرہ پندرہ آدمی ہین۔

محکمہ سنگی عالمگیر نمایش سے کل اخراجات نکال کر پندرہ لاکہ روپیہ سے زیادہ کی بچت کی امید واثق ہے۔

حضور وزیر پونچ عامرہ کی بخشی بزور جاری رکہنا اور ۲۰ ماہ کیلئے منظور کیا گیا۔

حضور والیسرائے ۱۰ دسمبر کو کلکتہ مین دربار لیوی فرماینگے۔ ۱۰ دسمبر کو دربار گورننگ روم ہوگا۔ دوسرا دربار لیوی حضور ممدوح ۳ جنوری کو منعقد فرماینگے گزٹ مین اعلان ہوگیا۔

دہلی کے علاقہ نجف گڑہ اور رہتک کے علاقہ بلواس ٹڈی دل سے بہاری نقصان ہوا۔

تعلقداران اودہ کیطرف سے حضور سرانٹانی مکڈانل کی یادگار مین ایک ٹکنیکل سکول جاری کرین گے۔

بمبئی یونیورسٹی کے انجنیرنگ کورس مین حفظان صحت کا مضمون بہی داخل نصاب کیا جائے گا۔

ضلع شاہپور کے مشہور ڈاکو سلطان کے قاتل شیر خان کو ۴۰۰ روپیہ انعام دیا گیا۔

آرہ مین طغیانی دریا سے ۵۷ گہر بہ گئے تین چار سو دیہات تباہ ہوگئے۔ لوگ مبتلا مصیبت ہین۔

۱۳ وین بنگال لانسرز کے سوار دوست محمد خان کو بصلہ نمایان بہادری جنوبی افریقہ آرڈر میرٹ عطا ہوا۔

چہاونی رانی کہیت مین سررشتہ آبرسانی کی تقویت پر امسال ۲۰ ہزار روپیہ صرف کرین گے۔ کمپونڈری شفاخانہ کا امتحان باکی پور کے ٹمپل میڈیکل سکول مین ۱۰ اکتوبر کو ہوگا۔

ہندی سررشتہ تار پر اب تک کل ۷ کروڑ ۹ لاکہ روپیہ خرچ ہوچکا ہے ۱۸۳۰۰۰ میل تار جاری ہے۔ پچہلے سال کل ۵ لاکہ پونڈ کا تار باہر سے ہندوستان مین آیا جس کی قیمت ۵ کروڑ ۴۰ لاکہ روپیہ تہی۔

مسٹر جنکل کی نسبت حضور وزیر ہند کا حکم نافذ ہوگیا۔ ملازمت سے موقوف ہوئے۔ بڑا قصور یہ تہا کہ بلا اجازت ہندوستان کیون چہوڑا۔

آدمکنڈ و کے ایک یورپین کو ٹہیدار نے ایکو ادنٹون پر ولایتی مال تجارت کوئٹہ سے براہ سیستان و بر جنہ مشہد کو بہیجا۔

ہندی نیل کی قدر بازار ایران مین گر گئی۔ کلکتہ مین فی من ۱۲۵ تو وہان اس کے ۲۵۰ روپیہ ملتے ہین۔

کہاری (کراچی) مین ۱۷ اپورشون کو عدالت سٹی مجسٹریٹ سے سزائے جرمانہ ہوئی۔ غلہ کے تہیلے چرائے تہے۔

راجپوتانہ مین حالت قحط خوفناک صورت مین سر پر آرہی ہے۔ رہا سہا کام ٹڈی دل تمام کر رہا ہے۔ ایک ہی دل ڈیڑہ میل لمبا پایا گیا۔ چارہ چٹ ہو رہا ہے۔ پانی کی قلت ہے۔ بچنے کا سہارا بہی جاتا رہا۔

کراچی سے دو ہزار کا خزانہ بجراست دو کنسٹبلان پولیس کوئٹہ کو بہیجا گیا۔ لیکن وہان نہ پہنچا تہا۔ شبہ ہوا کہ بہاگ گئے ہون گے۔ تحقیقات سے یہ غلط نکلا۔ افسران سائنہ طائن کی عنایت پائی گئی سیبی جنکشن پر دونون سپاہی اوتارے گئے اور شربت کے سبب کوارنٹائن مین رہے گئے۔ خزانہ سلامت تہا۔

تربت حیدر (علاقہ مشہد) کا ایک مسلمان نگار کابل پہونچا۔ بڑی عزت پائی ہے گیارہ ہزار روپیہ نقد بہی ملے۔

دہلی مین شاہ ایڈورڈ کے جلسہ تاجپوشی کی بابت شملہ مین گورنمنٹ ایک لاعلم ہے تاہم وجہ شبہ کرنیکی کم ہے۔

مراد آباد مین آثار قحط پائے جانے لگے گرچہ

کلکتہ کے آنریبل مسٹر جسٹس امیر علی صاحب نے ندوۃ العلما کی اسلامی مجلس کا پریسیڈنٹ ہونا قبول فرما لیا ہے۔

جنوبی ہند کی ریاست کوچین میں مدار المہام کے خالی منصب پر ایک یورپین مسٹر لاک صاحب مقرر کئے گئے۔

ضلع بنگالہ میں ایک طوفان کا سوا دیکھا ہے یہ بڑا انڈیمان کے شمال کی طرف ہے۔ جگہ جگہ خبر دی گئی ہو۔

مسٹر بنیل سشن جج نواکھالی کے مقدمہ کے فیصلہ کی بابت ابھی تک کوئی خبر موصول نہیں ہوئی ہے انتظار ہے۔

حضور لیڈی کرزن صاحبہ اکتوبر کی ۱۰ کو پہنچیں گی اور سیدھی شملہ کو روانہ ہو جاوینگی۔

صوبہ بہار میں سون ندی کی سخت طغیانی کی غلیم پر باری پائی گئی چندہ دستگیری کیواسطے کی تحریک ہے۔

رنگون کی خبر ہے جمعرات گذشتہ کو ایک نوجوان انگریز رہان کے تالاب میں ڈوب مرا اسکا نام نیچ ولز ہے۔

شملہ میں ایک صاحب ایک چیتے کے بچے کو بازار میں لیے پھرتے ہیں شملہ کے لوگ خوف کھاتے ہیں۔

امرتسر میں مصری بازار میں حال میں آتشزدگی ہوئی ہے نقصان کی مالیت پانچ ہزار روپیہ بیان کی گئی ہے۔

کلکتہ کے رشتہ ٹرنیٹی زٹ میں ۱۵ ستمبر کو ۔۔۔ سید ملا جمع تھا اکرو ۱۰۰ لاکھ ۳۰۰ ہزار بیان ۔۔۔

فتحی سید احمد دہلوی کو اردو کی جامع لغات صحیفہ بنانے کے لئے گورنمنٹ پنجاب سے ۵۰۰ روپیہ انعام ملا۔

ایبٹ آباد و سیالکوٹ میں یورپین دیسی فوجی بارکوں میں نہیں رہ سکینگے بلکہ خیمہ جات میں بحفاظت رہیں گے۔

سرحدی علاقہ تیراہ میں اورکزئی قوم کی شیعہ و سنی فرقوں میں ۲۹ تاریخ کو اور جنگ ہوئی ۵۰ آدمی کام آئے ہیں سرحد باجوڑ میں نواگی کے سفید خان نے علاقہ ترکانی سے کر لیا۔ سرگند خان سخت زخمی ہوئے۔ لڑائی ۱۸ تاریخ کو ہوئی۔ امین اللہ خان نواگی نے ساختہ توپوں سے کام لیا ہے۔

حیدرآباد دکن کے شمس العلما سید علی بلگرامی پنشن لیکر انگلستان میں بسنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ اپنا عظیم الشان کتب خانہ بیچنا چاہتے ہیں ۴۰۰۰ کتابیں ہیں اور ہر علم کی ہیں ۴۰ ہزار روپیہ چاہتے ہیں۔

غزنی کا علاقی رئیس جہاندار خان امیر صاحب کی ناراضی کے خوف سے برٹش علاقہ کرم میں آ بسا ہے یہ خلاف حکم امیر صاحب ترکستانی گھوڑے ہندوستان میں لا کر بیچا کرتا تھا مشغول ہے ۔۔۔۔۔ روپیہ سالانہ ہیں۔

قلعہ مورنڈہ کے کارتوس گارڈ سے ۱۸ کی رات کو ۱۱ بائفلیں بمقدار کارتوس چوری ہوئیں۔ نقب لگائی تھی۔

پٹیالہ میں ۲۰ یورپین ملازم موقوف کئے گئے سری حضور بندوقی کے لیے ان کی ضرورت نہ تھی۔ قرض خواہوں کے دور رکھنے ہے ہیں۔

گیا کے راہ مقصود پر جس شخص نے امن کی خوابگاہ میں قاتلانہ حملہ کیا تھا عمر قید کالے پانی کا سزایاب ہوا۔

جنگی نو منڈ اسکریپس میں جیل مسٹر گلسن پر قیدیوں نے قاتلانہ حملہ کیا۔ جان سے بچ گئے سختی کی شکایت تھی۔

کوئٹہ سے ژوب تک ترمیم سلسلہ ریلوے منظور کی گئی۔ لکھنؤ کے مسٹر جانسن انجینیر انچیف مقرر کئے گئے۔

مسٹر آربل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کیمبلپور کو دیوانے کتے نے کاٹا۔ بہر علاج کسولی میں گئے۔

طاعونی شکار

تاریخ	جملہ طاعون	اموات طاعون	اموات کل امراض
۶ ماہ ستمبر	۲۲	۲۹	۱۳۹
۷ "	۳۷	۳۶	۱۱۸
یکم اکتوبر	۳۲	۲۹	۱۴۴
۱۲ "	۱۶	۱۸	۱۱۸
۱۳ "	۳۲	۲۰	۱۱۶
۱۴ "	۲۵	۲۶	۱۳۵
۱۵ "	۲۳	۱۹	۱۰۲